پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی، مانچسٹر

حضرۃ محدث اکوڑویؒ کا مسلکِ اعتدال

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

باز گو از نجد واز یاران نجد
تا در و دیوار را آری بوجد

آج اس عظیم شخصیت پر دوران سفر یہ چند سطور سپرد قلم ہو رہی ہیں جس کے سفر آخرت سے تقریباً نصف صدی کا ایک نیازمندانہ تعلق محض ایک تاریخی یاد ہو کر رہ گیا حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی شخصیت کریمہ واقعی ان لوگوں میں سے تھی جن کی یاد آتے ہی یہ شعر بلا تاخیر زبان پر آجاتا ہے۔

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

حضرت مرحوم اپنے ہی بنائے دارالعلوم کے شیخ الحدیث نہ تھے اپنے بنائے مدرسہ میں شیخ الحدیث ہونا کسی غیر معمولی کمال کا نشان نہیں دوسری بڑی درسگاہیں کسی کو اپنے ہاں بلانے میں اپنی عزت اور ضرورت محسوس کریں یہ ان کے غیر معمولی کمال کا کھلا نشان ہوتا ہے تقسیم ہند سے پہلے دارالعلوم دیوبند پورے ایشیاء کی ایک مرکزی اور مثالی درسگاہ کے طور پر معروف تھا، جس کی علمی عظمت کے چراغ پوری دنیا میں جل رہے تھے اس میں حدیث پڑھانے کے لیے سرحد کے جن اکابر علماء کو دعوت دی گئی اور انہوں نے وہاں برسوں درس حدیث دیا ان میں مولانا شمس الحق افغانی اور حضرت مولانا عبدالحق محدث اکوڑوی وہ نابغہ روزگار شخصیتیں ہیں جن کا ذکر کئے بغیر کوئی مورخ دارالعلوم دیوبند کا تذکرہ مکمل نہیں کر سکتا۔

دارالعلوم دیوبند میں اس وقت حدیث پڑھانا جب دارالعلوم واقعی پورے ہندوستان کا علمی مرکز تھا کوئی ایسی سعادت نہیں جو ہر کسی کی قسمت میں رکھی گئی ہو حضرت مرحوم کی علمی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ تقسیم ہند سے پہلے دیوبند کے مرکزی اساتذہ میں سے تھے اور تقسیم ملک کے بعد آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی اور شیخ الحدیث ہوتے جو اس وقت پاکستان میں ایک دوسرا دیوبند سمجھا جاتا ہے۔

حضرت مرحوم نے حدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے پڑھی اور انہی کی سرپرستی میں وہاں حدیث پڑھائی حضرت کے مزاج میں امتثال اکابر اور جذبہ تواضع وانکسار اپنے درجۂ انتہا میں تھا اور حضرت مدنیؒ کی ذات گرامی میں تو آپ بالکل فنا تھے انہی کے ہاتھ میں بیعت کا ہاتھ دیا تھا اور انہی کے انداز درس میں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کیں اور آپ کے ساتھ سفر و حضر اور خدمت وعقیدت میں ایک اچھا دور گزارا لیکن اسے حضرت کا مزاج اعتدال کہیئے یا ولایت کی عقابی نظر کہ آپ تاریخ آزادی ہند کے نامور کارکن خان عبدالغفار خان کے ساتھ کبھی ہم آہنگ نہ ہو سکے، ہندوستان میں تحریک پاکستان چلی اور خان برادران نے کھل کر اس تحریک کی مخالفت کی تو حضرت مولانا عبدالحق مرحوم باوجود یہ کہ حضرت مدنیؒ کی ذات میں فنا فی الشیخ تھے ایک دن کے لیے بھی خان برادران کا ساتھ نہ دے سکے اور پاکستان بننے سے لے کر وفات تک اپنے علاقہ میں اپنی عبقری شخصیت کا دباؤ اسی حکمت سے باقی رکھا کہ سیاسی طور پر آپ ہی اپنے علاقے کے سیاسی نمائندے ہوتے تھے خان عبدالغفار خان یا ولی خان آپ کے حین حیات آپ کے علاقے میں کوئی جگہ نہ پا سکے۔

اسی پس منظر میں یہ بات بلا خوف وتردید کہی جا سکتی ہے کہ حضرت مرحوم کی تاریخ میں پاکستان کی مخالفت کا ایک دن اور ایک لمحہ بھی شامل نہیں اور آپ نے اپنے اس سیاسی موقف کے باوجود شیخ الاسلام حضرۃ مدنیؒ سے اپنی عقیدت مندی اور تواضع کا جو تعلق باقی رکھا اس نے حضرت مرحوم کو اکابر کی صف میں واقعی وہ جگہ دی ہے جسے بجا طور پر مسلک اعتدال کہا جا سکتا ہے۔

حضرت مرحوم کو پاکستان سے وہی محبت تھی جو کسی مرد مومن کو اسلام سے ہو سکتی ہے یہ اس لیے کہ آپ کی نظر میں اس علاقے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی امید گاہ تھی رقبہ قائم رہے کہ اس پر کبھی بھی پھول چنے جا سکتے ہیں اور رقبہ ہی معرض خطر میں ہو تو بلا زمین درختوں پر پھل آتے کبھی کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جب سرحد میں ریفرنڈم جیتنے کے لیے تشریف لاتے تو آپ اور آپ کے جملہ تلامذہ نے نہایت جرأت وہمت کے ساتھ آپ کا ساتھ دیا پاکستان اور ہندوستان کی

دونوں جنگوں میں آپ نے برسرِعام اعلان کیا کہ اس خطۂ اسلام کے چپہ چپہ کی حفاظت کرنا ہم سب پر فرض ہے اور اس رقبہ اسلام کو بچانے کے لیے لڑنا اور مرنا عین شہادت ہے تحریکِ آزادی کشمیر اور جہادِ افغانستان پر بھی آپ کا موقف اور ردِ عمل کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔

آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو عملی سیاست میں حصہ لینے کی بایں شرط اجازت دی کہ ان کی سیاست کا رخ ہمیشہ اسلام کی سربلندی کی طرف ہے اور وہ دوسرے عام سیاستدانوں کی طرح کہیں محض سیاست کے اندھیروں میں گم نہ ہو جائیں۔

آپ کی سیاسی رائے تھی کہ غیر مسلم اکثریت کے ملک میں تو ہم دوسرے سیاستدانوں کے ساتھ مل کر محض ملکی فلاح کے لیے سیاسی کام کر سکتے ہیں، لیکن مسلم اکثریت کے ملک میں ہم دوسرے سیاستدانوں سے اسلامی سربلندی کی شرط کے بغیر کسی قسم کا کوئی سیاسی سمجھوتہ نہ کریں اس دباؤ کے تحت ہم ان لوگوں سے شاید کوئی اسلامی شرطیں منوالیں لیکن اس کے بغیر محض جمہوریت کے لیے ہم قربانیاں دیں تو ہم ان کے ہاتھ تو بیشک مضبوط کر دیں گے لیکن اسلام جو علماء کا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہیے اس کے لیے ہم کچھ نہ کر سکیں گے اسی جذبہ کے تحت آپ نے کسی کو ایم آر ڈی میں شرکت کی اجازت نہ دی۔

اس نظریہ سیاست میں ملک میں اور اکابر جو آپ کے ہم خیال رہے، ان میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا عبدالکریم کلاچی والے، حضرت مولانا نعمت اللہ سابق ایم این اے کوہاٹ، حضرت مولانا علاؤ الدین، شیخ الحدیث دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا حسن جان پشاور، حضرت مولانا عبید اللہ انور رح سرفہرست تھے۔

اس عظیم اور عمیق سیاسی نظریہ کے امین اس وقت قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں اور یہ حضرت محدث اکوڑوی کا ہی نظریہ سیاست اور فیضان نظر ہے جس کی ترجمانی مولانا سمیع الحق صاحب اس وقت عالمی سطح پر کر رہے ہیں، حضرت مولانا اجمل قادری دامت برکاتہم اکثر فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی طور پر ادھر توجہ دلائی ہے کہ سیاسی نظریہ عمل اس وقت مولانا سمیع الحق کا ہی حق ہے۔

حضرت محدث اکوڑوی رح نے مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی نظریاتی سرحدوں کے گرد ہمیشہ بڑی توجہ اور وفا سے حفاظت کا پہرا دیا جب ملک میں ختم نبوت کی بات چلی آپ اور آپ کے تلامذہ آگے آگے رہے تحفظ ناموس صحابہ کا موضوع سامنے آیا تو آپ حضرت مدنی رح اور امام اہل سنت اور حضرت لکھنوی رح کے نقش قدم پر اپنی تمام علمی اور فکری صلاحیتوں کے ساتھ آگے بڑھے منکرین حدیث نے انکار کا نعرہ لگایا تو آپ نے کھلے انکارِ حدیث پر فتویٰ کفر صادر فرمایا۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد آگے بڑھی تو یہ سعادت آپ اور آپ کے حلقہ اثر کے نام رہی کہ شریعت بل پورے ملک میں اسلام کا عنوان بن گیا۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے آئی جے آئی کا ساتھ اسی امید پر دیا تھا کہ شاید یہ لوگ علماء کے تعاون سے اقتدار پر آ کر ملک میں علماء کا مقام ہی نہیں اور ان سے آپ کو اسلام کے آگے جھکا دیں۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے برسرِ اقتدار آ کر اس تمنا کو بالکل خواب بنا دیا جو حضرت مولانا عبدالحق محدث اکوڑوی رح نے دیکھا تھا اور ہم اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے نا امید نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ہمیں وہ وقت دکھائیں کہ اس خواب کی عملی تعبیر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔

بقیہ صفحہ ۱۰۳۲ سے :- مجموعہ محاسن

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

آستانۂ شیخ کی جس قدر خدمت ہو سکے کریں مجھے یاد ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علومِ نبوت کے لیے ترجمان بنایا ہے، اسی طرح حضرتِ نانوتوی رح کو حضرت حاجی صاحب رح کے علوم کا ترجمان بنایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ علومِ شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کی اشاعت کے لیے آپ کو لسان کا درجہ مل جائے۔ اس آستانۂ عالیہ کی نسبت کا ہمیشہ خیال رکھیں، نشیب و فراز، زیر و بم کی پرواہ نہ کریں۔ شاید میں نے پہلے بھی حضرت مدنی رح کا فرمودہ مندرجہ ذیل شعر لکھا تھا ؎

اذا صح الود منه فالكل هين
وما فوق التراب تراب

آپ کی نظر حضرتِ شیخ رح کی رضا اور خوشنودی پر ہو۔ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کے کئی باکمال تلامذہ تھے مگر حضرتِ شیخ الہند رح کے قدموں میں جس کو جگہ ملی وہ حضرتِ مدنی رح ہی ہیں۔ حضرتِ نانوتوی رح کے کئی باکمال تلامذہ تھے مگر ان کے قدموں میں جس کو جگہ ملی وہ حضرت شیخ الہند رح ہی ہیں۔ روضۂ اقدس میں جن کو جگہ ملی وہ کون ہیں اور کیسے ملی؟ نسبت ہی سب کچھ ہے خواہ کمزور سے کمزور تر ہو ؎

یک گونہ نسبتے بہ تو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

(صفحہ ۲۳۶)